(قسط نمبر 7) ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ملتان

ازدواجی تعلقات اور
شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات وہدایات
(تنبیہ الزوجین)
جنسی بے راہ روی کی انتہا

اسلام کیا ہے:

تعلیم اسلام سے بے رغبتی، انگریزی تعلیم اور معاشرت میں سرکاری طور پر پسندیدگی کا نتیجہ ہے کہ آج کل کے مسلمانوں میں سے اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ اسلام نے صرف، نماز، روزے، زکاۃ، حج اور چند چیزیں مثلاً جنت و دوزخ اور قیامت کے بارے میں احکامات دیئے ہیں۔ انسان کے ظاہری، باطنی حالات متعلقہ سے اسے کوئی تعرض نہیں، یعنی جو چاہے کرو، کھاؤ اور پہنو، جو دل چاہے، اپنی مرضی کے مطابق کاروبار اور لین دین کرو، خرید وفروخت کرو، اللہ ورسولؐ کے احکامات اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لو، معیشت و معاشرت میں اسلام کا کوئی عمل دخل نہیں، اپنے نفس کو اپنی مرضی کی صفات سے متصف کرتے رہو، غیر قوموں کو جنہیں ایڈوانس بتاتے ہو، ہر غلط کام میں ان کی تقلید کرو، کہہ دو کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں یعنی نماز پڑھنے کے ساتھ تمہیں تمام جملہ امور میں آزادی ہے۔ جس میں نہ الوہیت ورسالت کی تنظیم ہے، نہ معاملات کے احوال کی تعلیم، نہ اخلاق وآداب کی تفہیم، نہ مقامات نفس کی تکمیل، بس قدیم فلاسفروں مثلاً فرائیڈ، نیوٹن، بائیرون، جن کو ان لوگوں نے "ماسٹر مائنڈ" کہہ دیا ان کی مثالیں دے دے کر عوام سے باتیں کرو اور ان پر اپنی مغربی حجت تمام کرو۔

بالخصوص مستورات، شب وروز نماز، روزے، تلاوت قرآن کا اہتمام ضرور کر لیتی ہیں مگر اصلاح نفس۔ مثلاً چغل خوری، غیبت، بدخوئی، کرتی رہتی ہیں، اور "ہمچوں من دیگرے نیست" کے مصداق ہر کسی کو اپنے سے کمتر سمجھتی ہیں، مسائل کے استعلام کے اہتمام نہ کرنے سے یہ خلا پر ہونے سے رہ جاتا ہے اور تعلیم یافتہ مستورات کی کثرت ڈگریاں لینے کے چکر میں نصف عمر گزار دیتی ہیں اور پھر حرص وہوس، حب دنیا میں پھنستی چلی جاتی ہیں، فیشن کا سیلاب خواتین کو لے کر ڈوبا جا رہا ہے، فیشن کے لئے پیسے درکار ہوتے ہیں، پیسے کہاں سے آئیں، شوہروں کی قوم اپنی استطاعت سے بڑھ کر ہیرا پھیری کر کے معاملات میں جھوٹ بول کر، کام کرانے کے پیسے لے کر گھر کا سکون قائم کرنے میں کوشاں رہتے ہیں، مگر خواتین کو غرض

نہیں، وہ تو ھل من مزید ہی کہتی رہتی ہیں۔

ایک طبقہ فکر ایسا ہے جو شریعت اور طریقت کو الگ الگ سمجھتا ہے، حقیقت کو اصل مقصود اور شریعت کو انتظامی قانون سمجھتا ہے، خیالات کو مکاشفات اور مکاشفات کو فوق الیقینیات تصور کرتا ہے، حالانکہ جس نے کتاب وسنت کو التفات نظر سے دیکھا وہ ان سب امور کی تعلیم کو صاف اور کھلے الفاظ میں پڑھے گا، پھر اس کا جواب کہاں کہ اسلام نے صرف عقائد اسلام سکھائے اور معاملات ومعاشرت وتصرف نہیں بتلایا۔

قرآن کیا کہتا ہے:

اس سے پہلے ہم کچھ اپنی طرف سے کہیں، دو انتہائی مستند ارشادات غیبت کے بارے میں سن لیں، پہلا ارشاد رب العالمین کا ہے جو سب سے بہتر جاننے والا ہے، فرماتا ہے (سورۃ الحجرات ۔۱۲)

یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرھتموہ و اتقو اللہ ان اللہ تواب رحیم

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس مت کیا کرو، اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے ہاں کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا، دیکھو تم خود اس سے نفرت کرتے ہو، اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یہاں قرآن کریم نے تین باتوں سے منع کیا ہے۔ (۱) گمان (۲) تجسس (۳) غیبت

گمان:

مطلقاً گمان کرنے سے نہیں روکا گیا، بعض گمان بلا شک وشبہ گناہ ہوتے ہیں مگر ایک قسم کا گمان وہ ہوتا ہے جو اخلاق کی نگاہ میں پسندیدہ ہے، مثلاً اس کے رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان سے نیک گمان کرنا، اور حسن ظن رکھنا، جس کے متعلق بدگمانی کی معقول وجہ نہ ہو۔

دوسری قسم کا گمان وہ ہوتا ہے جس سے کام لینے کے بغیر عملی زندگی میں گزارہ نہیں، مثلاً عدالت میں اس کے بغیر کام نہیں چلتا کہ لوگ حاکم عدالت کے سامنے پیش ہوں، حاکم ان کو سن کر غالب گمان کی تحت فیصلہ کرے۔

تیسری قسم کا گمان جو درحقیقت گناہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے لئے بلا سبب بدگمانی کرے اور دوسروں کے بارے میں رائے قائم کرنے میں ہمیشہ بدگمانی سے ابتداء کرے کہ ''ارے وہ 'وہ تو ایسا ہی آدمی ہے' اگر اس شخص نے کوئی اچھا بھی کام کیا ہو تو محض سوئے ظن سے کام لے کر اس کو برائی پر محمول کیا جائے، مثلاً کسی کا چلن اچھا نہ ہو اور وہ نماز پڑھنے مسجد میں آیا ہو اور نماز پڑھ کر واپس چلا گیا، وہیں کسی شخص کا جوتا نہ ملے تو فوراً کہہ دیا جائے کہ فلاں شخص بھی یہاں تھا، وہ ہی لے گیا ہو گا اس کا چال چلن اچھا نہیں، یہ

گمان قطعاً غلط اور گناہ ہے لہذا گمان کرنا بعض حالات میں ناگزیر ہے اور بعض حالات میں ایک حد تک ناجائز ہے بلکہ گناہ بھی ہو جاتا ہے۔

تجسس: تجسس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ دوسروں کے راز نہ ٹٹولو۔ کسی کے عیب نہ تلاش کرو، دوسروں کے معاملات کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو، بدنیتی اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے ''کریز'' یا کرید نہ کرتے رہا کرو۔ یہ سب کچھ شرعاً ممنوع ہے۔ ایک مرتبہ خاتم الانبیاء ﷺ نے ایک خطبہ کے دوران تجسس کرنے والوں کے لئے فرمایا۔

ترجمہ: اے لوگو! جو تم زبان سے ایمان لے آئے ہو۔ ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا۔ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات معلوم کرنے کے لئے کھوج نہ لگایا کرو۔ جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈتا ہے۔ خبردار رہو اللہ جس کے در پر ہو جائے اس کو گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے'' (ابوداؤد)

جس شخص نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا۔ یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی (دفن) ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔ (الجصاص)

تجسس کرنے کی ممانعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔ کسی فرد و بشر، امیر و غریب کے لئے مخصوص نہیں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بہت مشہور اور سبق آموز ہے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ تھے، رات کو خموشی سے گشت کیا کرتے تھے، ایک رات گشت پر تھے، ایک گھر کے پاس سے گزرے تو گھر کے اندر سے گانے کی آواز سنائی دی، آپؓ کو بہکی بہکی آواز پر شک گزرا۔ آپؓ نے پکار کر کہا، اے دشمن خدا. تو خدا کی نافرمانی کر رہا ہے، شراب پی رہا ہے، غیر عورت بھی پاس ہے، تو سمجھتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرتے رہے گا اور میری نگاہ سے بچ جائے گا۔ وہ شخص بولا: ''امیر المومنین! اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ سن لیں کہ آپ نے تین گناہ کئے ہیں۔ پہلا گناہ، اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع فرمایا۔ آپ نے تجسس کیا۔ باہر کھڑے آپ گانا سنتے رہے اور سوچتے رہے کہ یہ گانا کون گا رہا ہے، یہ تجسس ہے جو آپ نے کیا۔ دوسرا گناہ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب کسی کے گھر جاؤ، دروازے پر دستک دے کر اجازت ملنے پر اندر داخل ہو۔ تیسرا گناہ، اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت نہ گھسو۔ آپ میرے گھر میں اجازت تو کجا، دیوار پھاند کر اندر آئے۔ آپ امیر المومنین ہیں تو کیا، اللہ کے صریح احکامات کی خلاف ورزی آپ نہیں کر سکتے۔ میں تو گناہ کر رہا ہوں مگر آپ کسی کو کیا ہدایات دیں گے جب آپ خود ہی اسلامی، قرآنی اور احکامات کی تعمیل نہیں کرتے۔'' حضرت عمرؓ چپ ہو گئے۔ صرف شراب اور عورت کی طرف اشارہ کیا فرمایا یہ: کیا کرو، اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگی اور چلے آئے۔ اگلے دن وہ شخص آپ کے پاس آیا، اپنی غلطی اور گناہ کی معافی مانگی اور توبہ تائب ہو گیا۔ پھر اس شخص نے کبھی شراب نہیں پی۔

غیبت:

غیبت کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ آدمی کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہے جو اس کے بارے میں

معلوم ہواور جواس کے منہ پر نہ کہہ سکے۔حضور ﷺ نے غیبت کی تعریف یہ فرمائی ہے۔

''تو اپنے بھائی کا ذکر اسی طرح کرے جو اسے ناگوار گزرے''۔عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو یا وہ کرتا ہو تو اس صورت میں کیا ارشاد ہے۔فرمایا''ہاں اگر اس میں یہ بات موجود ہو یا اس نے ایسا فعل یا عمل کیا تو تو نے اس کی غیبت کی۔اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو تو اس پر بہتان لگایا جو اس سے بڑا گناہ ہے۔''

اس ارشاد کے مطابق غیبت اور بہتان گناہ ہیں۔

غیبت کے بارے میں محدثین اور فقہا نے لکھا ہے کہ ایک صورت میں یہ غیبت جائز بھی ہے جب ایک صحیح ضرورت کی تحت اس کی ضرورت پڑ جائے اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکے۔مندرجہ ذیل عورتوں میں اس کی جائز قرار دیا۔

۱۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت' جب یہ توقع ہو کہ اس شخص کو کسی ظالم سے بچایا جا سکتا ہے۔

۲۔ اصلاح کی نیت سے کسی شخص کی برائیوں کا ذکر کر دینا۔

۳۔ کسی مفتی دین کے سامنے واقعات بتا دینا اور اس کے بارے میں شرعی معلومات حاصل کرنا'

۴۔ لوگوں کو کسی شے سے خبردار کرنے کے لئے' تاکہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

۵۔ کسی شخص کے بارے میں لوگوں کو متنبہ کرنا جو فسق و فجور پھیلاتا ہو' گمراہی کی اشاعت کرتا ہو' خلق خدا کو بے دینی کے فتنوں میں مبتلا کرتا ہو۔

مگر غیبت کرنے والے کو جب احساس ہو کہ اس نے سچ مچ غیبت کی ہے اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے' اور آئندہ اس فعل حرام سے رک جائے۔چونکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔اس فعل کو گھناؤنا تصور قرار دیا ہے۔مردار کا گوشت کھانا بذات خود ایک قابل نفرت حرکت ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نظر میں غیبت کو گناہ فرمایا گیا ہے کہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس شخص کے بارے میں دل آزار باتیں کی جائیں جو اس کی موجودگی میں نہیں کر سکتے۔

رسولؐ کیا فرماتے ہیں:

آپ سورۃ الحجرات پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ غیبت کیا ہے' معمولی چیز ہے؟ ''کہ اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر جو اسے بری گئے اس کے پیٹھ پیچھے مت کرو'' ہمیں تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے بتایا کہ وہ بات جو غیبت کہلاتی ہے وہ کیا ہے۔سن لو! چاہے وہ بات اس کے دین یا نسب کے بارے میں ہو یا قول و فعل کے متعلق ہو یا دین و دنیا سے کہی گئی ہو حتی کہ اس کے کپڑے' گھر یا سواری کے بارے میں ہو جو آپ اس کے سامنے نہ کہہ سکیں۔

حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس عورت کی اوڑھنی (دوپٹہ) لمبا تھا یا چھوٹا تھا یا میلا اور

گندہ تھا، حضور ﷺ نے فرمایا، یہ بھی غیبت ہے، عرض کیا گیا کہ وہ عورت تو لمبی ہے یا پست قد ہے، فرمایا یہ بھی غیبت ہے۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، غیبت سے بچتے رہو، تین آفات اس کے پیچھے ہیں۔

(۱) غیبت کرنے والی کی دعا قبول نہیں ہوتی

(۲) غیبت کرنے والے کی نیکی قبول نہیں ہوتی۔

(۳) اس پر گناہوں کا ڈھیر لگتا جاتا ہے، نیکیوں سے گناہ نہیں دھلتے۔

چنانچہ اگر کسی کو آخرت کی فکر ہے تو غیبت سے ہر ممکن دور رہے، آپ اگر عاقبت کے واسطے نیکیوں کو بچانا چاہتے ہیں تو غیبت نہ کیا کریں، امام غزالیؒ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک نے روایت بیان فرمائی ایک دن نبی اکرم ﷺ نے روزہ کھولتے وقت ایک عورت کو دیکھا اور فرمایا کہ تم نے روزہ نہیں رکھا، وہ عورت بولی ''اللہ کے رسول ﷺ میں نے کبھی روزہ نہیں چھوڑا اور آج بھی روزے سے تھی'' فرمایا گیا ''نہیں تیرا روزہ نہیں تھا'' وہ بولی بلکہ روتے ہوئے بولی ''میں روزے سے تھی'' ارشاد ہوتا ہے ''تم نے روزہ میں غیبت کی تھی''

مسلمان عورتیں اور غیبت:

اس واقع سے مسلمان عورتیں سبق سیکھ لیں وہ بھول چوک، کم آگاہی سے کیا کھوتی ہیں، اگر میں کہہ دوں کہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں غیبت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے تو حق بہ جانب ہوں، یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ مرد آپس میں بیٹھ کر کم باتیں کرتے ہیں مگر عورتیں جب مل بیٹھتی ہیں تو باتوں کے دفتر کھل جاتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ بعض مواقع مثلاً ختم قرآن، میلاد النبی، محرم کی مجالس میں بھی آپس میں کھسر پھسر کرتی رہتی ہیں، جہاں دو عورتیں بیٹھیں تیسرے شخص یا عورت کی باتیں شروع ہوگئیں یہ بات بھی آپ کو معلوم ہے کہ غیب کرنے والا ہی نہیں بلکہ غیبت سننے والا بھی گنہگار ہوتا ہے، چنانچہ آپ اگر کسی کو غیبت کرتے سنیں تو اسے منع کر دیا کریں کہ میں ورنہ اس جگہ سے اٹھ کر چلے جائیں۔

''کیمیائے سعادت'' میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کی کسی شخص نے غیبت کر دی، جب انہیں معلوم ہوا تو آپ نے ایک خوان کھجوروں کا بھر کر اس کو بھیجا۔ اور کہلایا کہ تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے اپنی تمام عبادات بطور ہدیہ مجھے دے دیں۔ میری طرف سے یہ نذرانہ قبول کرلو'

عورتیں بلاشبہ عیب جوئی میں ماہر ہوتی ہیں، اگر کسی کے بارے میں تھوڑی بہت بات معلوم ہو جائے تو اس بات تھوڑی بہت نمک مرچ ملا کر آگے بڑھا دیتی ہیں، بس انہیں چاہیے کہ محتاط رہیں، اگر کسی کے متعلق کوئی عیب والی بات کو معلوم بھی ہو جائے تو اس بات کو بھول جائیں یا کسی کو مت بتائیں، اس طرز عمل سے خدا راضی ہوتا ہے، اور تمہارے عیب چھپاتا ہے اور جو دوسرے کے عیبوں کا دوسرے سے ذکر کرتا رہتا ہے، تو سوچ لیں کہ ہر ایک میں عیب ہوتے ہیں، بے عیب ذات اللہ کی ہے، اگر وہ آپ کے عیب کھول دے تو کیا بنے گا۔

غیبت کیا گل کھلاتی ہے:

ایک طویل حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی ہماری یہ غیبت کرتا ہے تو دراصل وہ اپنی نیکیاں ہمارے نامہ اعمال میں منتقل کرتا ہے' چنانچہ یہ اگر معلوم ہو جائے کہ کسی نے ہماری برائی کر لی ہے تو دراصل وہ اپنی نیکیاں ہمارے نامہ اعمال میں بھیج رہا ہے اس پر صبر کرنا افضل ہے' یہ نہ کریں کہ آپ اس کی غیبت شروع کر دیں تو حساب برابر ہو جائے گا' اس حدیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگائیے کہ ابونعیم نے معرفؒ بن شعیب بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا' کہ بندہ کو قیامت کے دن اس کا پورا اعمال نامہ دکھایا یا سنایا جائے گا۔ ہم خود بھی سوچتے تھے کہ نامہ اعمال فرشتے لکھتے ہیں' اتنا سارا کیسے لکھتے ہوں گے۔ وڈیو کیسٹ (سی۔ڈی) کی ایجاد نے انہیں سمجھا دیا کہ فرشتے کمپیوٹرڈ سک جو لاکھوں سال قبل ہی وہاں ایجاد ہو چکی ہے' بس بٹن دباتے ہیں اور آپ کی تمام باتوں کی ''سی۔ڈی'' تیار کر لیتے ہیں' تو گزارش یہ ہے کہ جب آپ دیکھیں گے اپنی سی۔ڈی میں نیکیاں کہاں سے آئیں میں نے یہ نیکیاں نہیں کیں تھیں تو جواب ملے گا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی تھی اس کی نیکیاں آپ کے حساب میں منتقل کر دی گئیں۔

غیبت نہیں ہوتی:

اگر کسی بھائی کی برائی افسوس کے طور پر کی جائے۔ یا بیان کی جائے کہ مجھے افسوس ہے کہ ایسا کام کرتا یا کوئی اس کا ذکر کر رہا ہے تو آپ کہہ دیں مجھے افسوس ہے کہ وہ یہ کام کرتا ہے تو یہ بات سننا اور کہنا غیبت نہیں ہے۔

ایک شخص نماز باقاعدہ پڑھتا' روزے باقاعدہ رکھتا ہے' اگر یہ شخص زبان یا ہاتھ سے لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اسی ضرر رسانی سے لوگوں کو بیان کرنا غیبت نہیں' مگر یہ بات سمجھ لیں کہ یہ ضروری نہیں اس شخص کے اگلے پچھلے عیوب اور یہ کہنا کہ یہ نماز اور روزے رکھنے والے ایسے ہوتے ہیں درست نہیں صرف لوگوں کو اس کی حرکتوں سے آگاہ کرنا ضروری ہے کہ اس کے نماز روزے سے دھوکہ نہ کھائیں۔

ایک مقام پر اسی بات کے متعلق سرور کائنات ﷺ نے فرمایا' تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے رہو' صرف جو خرابی اس میں ہے بیان کر دو' تاکہ لوگ اس سے گریز اور پرہیز کریں' مگر جس شخص نے اعلانیہ برا کام کیا اس کی پرواہ نہ کی کہ لوگ اسے دیکھ کر کیا کہیں گے۔ اس کی اس حرکت کا بیان کر دینا غیبت نہیں ہوتی۔

آپ کا فکر و عمل کیسا ہو:

اخلاق انسانوں کے باہمی تعلقات میں ضابطوں' ذمہ داریوں اور جوابدہی کا نظام ہے جب انسانوں کا فکر و عمل کائنات کو تخلیق کرنے والے کے پلان سے مختلف و متصادم ہو جاتا ہے تو نظام اخلاق درہم برہم ہو جاتا ہے۔ انسان دوسرے انسان کے لئے اذیت' استحصال' ظلم' بربریت جبر و تشدد کا باعث بن جاتا ہے۔ ایسے معاشرے میں پیدا ہونے والے نقصان دہ حالات کا مداوا روپیہ پیسہ نہیں بلکہ احساس ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے انسان نوع انسان کا شکار ہونے کی

بجائے ان کا ہمدرد اور غم خوار بننے کو ترجیح دیتا ہے۔ اس کے لئے خوفِ خدا اور خشیت الٰہی سے گردن جھکا لیتا ہے۔

ان افکار میں ہمارے ہاں بغیر سوچے سمجھے مرد اور عورتیں دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں' ایک حدیث مبارکہ ہے کہ "مومنوں کی مثال آپس کی محبت' وابستگی' اور ایک دوسرے پر رحم و شفقت کے معاملہ میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم اس میں مبتلا ہو جاتا ہے" (بخاری' مسلم)

قرآن عظیم کہتا ہے: یآیها الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم ...... هم الظلمون (الحجرات۔۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں' ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر لعن طعن نہ کرو' اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو' یا یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے' جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بہت ظالم ہیں۔"

آپ دیکھ لیں قرآن پاک ہمیں کس کس طرح معاشرتی برائیوں اور خرابیوں سے متنبہ کرتا ہے۔ صاف صاف الفاظ میں تمام اخلاقی برائیوں کے سد باب کی تاکید کرتا ہے' جو بالعموم معاشرے میں موجود ہوتی ہیں' ایک دوسرے کی عزت پر حملہ ایک دوسرے کی دل آزاری۔ ایک دوسرے سے بدگمانی' ایک دوسرے کے عیوب ڈھونڈنا' اور عیوب میں تجسس۔ دراصل یہی اسباب ہیں جن سے آپس کی عداوتیں جنم لیتی ہیں' اور طرح طرح کے فتنے جنم لیتے ہیں' اسلام ہر شخص کی ایک بنیادی عزت کا قائل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ معاملہ حقیقت پر مبنی ہے یا نہیں۔ بس ایک آدمی نے دوسرے کی تذلیل کی (پیٹھ پیچھے یا سامنے) اگر اس میں کوئی شرعی جواز نہیں تو مجرم بن جانے کے لئے کافی ہے۔

ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ:

مذاق اڑانے سے مقصد و مراد محض زبان ہی سے کسی کا مذاق اڑانا مطلوب نہیں' بلکہ کسی کی نقل اتارنا' اس کی طرف اشارے کرنا' اس کی باتوں پر' لباس پر ہنسنا۔ اس کے عیب کی طرف لوگوں کی توجہ دلانا تاکہ لوگ اس پر ہنسیں۔

ان باتوں کا مقصد یہ ہے کہ ایک شخص کی کسی نہ کسی طرح تضحیک کرے یہ سب اخلاقاً سخت معیوب ہیں۔ اس بات سے اس شخص کی دل آزاری ہے' اس وجہ سے یہ فعل حرام کیا گیا ہے اور فسق کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے" و لا تلمزوا انفسکم (الحجرات۔۱۱)

جس کے اندر طعن و تشنیع کا علاوہ دوسرے مفہومات بھی شامل ہوتے ہیں' مثلاً' چوٹیں کرنا' پھبتیاں کہنا' الزام دھرنا' اعتراض جڑنا' عیب جوئی کرنا' (یہ سب کام کھلم کھلا' اشاروں سے یا زبان سے کرنا ایک جیسے فعل ہیں) یہ باتیں چونکہ تعلقات خراب کرتی ہیں' اس وجہ سے حرام قرار دی گئی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں' کلام الٰہی کی بلاغت کہ مرد اور عورتوں کا الگ الگ ذکر فرمایا گیا اس کی وجہ صرف اور صرف یہ

ہے کہ اسلام سرے سے مخلوط سوسائٹی کا قائل نہیں ہے ایک دوسرے کی تضحیک بالعموم بے تکلف محفلوں میں ہوا کرتی ہے اور اسلام میں یہ گنجائش نہیں ہے کہ غیر محرم مرد اور عورتیں کسی محفل میں ایک ساتھ بیٹھیں، اور آپس میں ہنسی، ٹھٹھا کریں اسلئے اس بات کو ایک مسلم معاشرے میں قابل تصور، قابل عمل، تصور نہیں کیا گیا، کہ ایک محفل میں مرد کسی عورت کا یا عورت کسی مرد کا مذاق اڑائیں، آج کل کے ترقی یافتہ مرد اور عورتیں اس بات سے سبق سیکھیں کہ مشترکہ مجالس و محافل کا اہتمام کرنے والے اور شرکت کرنے والے اس باری تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے جس نے ہمیں پیدا کیا اور آخرت میں ہم جواب دہ ہوں گے۔

برے القاب اور ناموں سے مت یاد کرو:

سورۃ الحجرات۔۱۱ میں فرمایا جاتا ہے: و لا تنا بزو ا بالالقاب

''ایک دوسرے کو برے القاب سے مت یاد کرو یا بلاؤ'' اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو بھی ایسے نام سے نہ پکارا جائے یا ایسا لقب نہ دیا جائے جو اس شخص کو ناگوار گزرے جس لفظ سے دوسرا اپنی بےعزتی محسوس کرے یا اسکی تحقیر ظاہر ہو۔ مثلاً کسی کو لنگڑا، اندھا، یا کھبا کہنا صرف بری بات ہی نہیں بلکہ گناہ بھی ہے، حالانکہ یہ عیب اسمیں موجود بھی ہے، ہماری مستورات جنہیں باتیں ملانے کے سوا اور کوئی کام کم ہی ہوتا ہے، ایسی باتیں بہت کرتی ہیں، کسی کے بارے میں کہیں گی، آج وہ کانی آئی تھی، تمہیں کل لنگڑی نے کہا تھا۔ وہ اندھا بہت ہوشیار ہے وغیرہ وغیرہ، یہ بات بھی نوٹ کرلیں کسی شخص یا برادری کا ایسا نام رکھ دینا جو اسکی مذمت اور تذلیل کا پہلو رکھتا ہو، بہت بری بات ہے، ایک خاندان میں بہت سارے آدمیوں کے سروں پر بال نہ ہوتے تھے، ایک عورت کی بیٹی کا رشتہ آیا تو اس نے کہا کہ اچھا وہ گنجوں کے خاندان کا آدمی ہے

ایک نام کے کئی لوگ موجود ہوں تو ان میں سے کسی خاص شخص کی پہچان کے لئے کسی خاص لقب کو استعمال کر لینا جائز ہے۔ مثلاً اصغر نام کے دو آدمی ہیں ان میں آپ ایک اصغر کے بارے میں بات کرتے ہیں جو چھوٹے قد کا ہے تو آپ اسے ''چھوٹو'' کہہ سکتے ہیں۔ اس قسم کے القاب اس حکم کے تحت نہیں آتے جن میں بظاہر تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔ ایسے نام حضور ﷺ نے بھی رکھے تھے جن سے محبت کا اظہار ہوتا ہے مثلاً ابو ہریرہ، ابو تراب۔

مسلمانو! برائیوں سے بچو:

جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ اسلام میں صرف نماز، روزہ وغیرہ کا اہتمام نہیں بتایا گیا، بلکہ زندگی کے معاشرتی پہلوؤں کو بھی متعین اور اجاگر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر آپ کے لئے ضروری ہے کہ ہر چیز پر یقین کر لینا، اس پر غلط اور ناواجب کاروائی کرنا، نامناسب ہی نہیں بلکہ گناہ ہے، اگر کسی شخص کے بارے میں کوئی اطلاع دے جو آپ کے لئے تکلیف دہ اور نقصان دہ ہو، تو اطلاع دہندہ کے بارے میں تسلی کر لینا ضروری ہے کہ وہ شخص قابل اعتماد ہے یا نہیں، یا صرف آپ کو اس شخص سے بدظن کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔

ایسی برائیاں یا کاروائیاں جو اجتماعی زندگی میں فساد پیدا کر دیتی ہیں اور جن کی وجہ سے آپس کے تعلقات

خراب ہوتے ہیں' ناچاقیاں ہوتی ہیں بہت برے عمل ہیں' مثلاً ایک دوسرے کا مذاق اڑانا' دوسروں کے معاملات کی کھوج میں لگے رہنا' دل میں وسوسے پیدا کرنا' ٹوہ میں لگے رہنا' بدگمانیاں پیدا کرنے میں اپنے ذوق کو تسکین دینا' مردوں کی بہ نسبت یہ سب عمل عورتوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں' یہ وہ افعال ہیں جو بجائے خود بھی گناہ ہیں اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں اسلام اس طرح اجتماعی زندگی میں بگاڑ پیدا کرنے کی سخت مذمت کرتا ہے۔

بعض مقامات پر قومی' نسلی امتیازات کے لئے تفاخر برتا جاتا ہے' جو فساد کا موجب بن جاتا ہے' قوموں' خاندانوں' قبیلوں کا شرف وغرور اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھنا' اپنی بڑائی قائم کرنے کے لئے دوسروں کو ذلیل سمجھنا اور کرنا اسلامی احکامات کے خلاف ہے' شہروں میں بھی اور دیہاتوں میں ملک صاحب' خان صاحب' شاہ صاحب' اور چودھری صاحبان کے ڈنکے بجتے ہیں' اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب جانتے ہیں یہ آپ کو معلوم نہیں کہ ایک اسنان پر دسورے انسان کی فوقیت کے لئے نیکی میں فضیلت کے سوا اور کوئی چیز ہمارے دین میں جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا' پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو' درحقیقت اللہ کے نزدیک تم سے سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہو'' (الحجرات۔۱۳)

اسلام اور تعدادازواج:

اسلام میں تعدادازواج فی نفسہ کوئی برائی نہیں ہے۔ اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر ایسے لوگ جو بوجوہ ایک بیوی پر قانع نہیں رہ سکتے' حصار نکاح سے باہر نکل کر صنفی بدامنی پھیلانے سے باز نہیں آسکتے' جس کے تمدنی اور اخلاقی نقصانات' خرابیاں اس سے بہت زیادہ ہیں جو تعدادازواج سے پہنچ سکتی ہیں' اسلئے دین و مذہب نے ان لوگوں کو اجازت دی کہ ایک دو تین چار تک بیویاں کرسکتے ہیں' جو اس کی ضرورت محسوس کریں' مگر اسلام نے عدل کی شرط سے اسے مشروط کردیا تاکہ مسلمان زنا' سے محفوظ رہ سکیں' ہندو اور انگریز اس اجازت کو عورتوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا بتاکر ترقی پسندی کی راہیں استوار کرتے ہیں' انکی نظروں میں ایک سے زیادہ شادی تو عورت کے حق پر ڈاکہ ہے مگر عورتیں اگر سڑک پر دعوت زنا دیتی پھریں تو انکی نگاہوں میں یہ شرف باریابی عورتوں کے حق میں ایڈورٹسمنٹ کی نشستِ اول ہوتی ہے۔

اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی حکومت کا یہ اولین فرض قرار دیا کہ ان تمام ترغیبات کو ان تمام چور دروازوں کو بند کردیں' جو بے حیائی' بے شرمی اور غیر شرعی اختلاط مرد و زن اور بالآخر زنا کی طرف مائل کرتا ہے' ریڈیو' ٹیلی ویژن پر گانے بجانے کو ہنر اور آرٹ بنادیا گیا' لڑکے اور لڑکیاں مل کر طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہیں' مخلوط گانے بجانے کو فن کا نام دیا گیا ہے' ذرائع مواصلات Media سے عوام میں مقبول بنایا جارہا ہے اور ان کاموں سے تحریک احیائے دین کی بحالی پر ایک کاری ضرب لگائی جارہی ہے۔

ہم آگاہ کرتے ہیں کہ تعداد ازواج سے منافرت ہمارے دلوں میں ایک ہزار سال تک ہندوؤں کے ساتھ رہنے سے پیدا ہوگئی ہے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ مغرب کی ذہنی غلامی نے اس کو پختہ کر دیا' ورنہ یہ تو رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کی سنت ہے' مغربی تہذیب' عیاشیوں اور بغیر شادی شدہ مرد عورتوں کے ساتھ رہنے کو غلط محسوس نہیں کرتی۔ ایک مرد جتنی چاہے گرل فرینڈ رکھے' عورت جتنے چاہے بوائے فرینڈ رکھ سکتی ہے۔ اب جنسی بے راہ روی اور بے حیائی اس قدر عام ہوگئی ہے کہ اولاد کے سامنے اور ساتھ جنسی سکون کے لئے حرکتیں کرنا مغربی ممالک میں برا محسوس نہیں کیا جاتا۔ تمام دروازے حیاوشرم کے وہاں کی عورتوں اور مردوں نے کھول کر رکھ دیئے۔

جنسی بے راہ روی کی انتہا:

امریکہ میں دوران قیام تین دن کی چھٹیاں گزارنے اٹلانٹا سے ''چارلسٹن'' گئے ایک ملتانی دوست شریف حسن کے فلیٹ میں قیام کیا' رات کو پہنچے' صبح ہی صبح پولیس نے سامنے والی بلڈنگ کو گھیر لیا' کچھ دیر میں ایک لاش لے کر چلی گئی' میرے دوست نے یہ کہانی سنائی جو اگلے دن وہاں کے اخبار میں بھی شائع ہوئی۔

''اس فلیٹ میں ایک شخص رہا کرتا تھا' اس کی بیوی اور وہ ڈبل روٹی بنانے کے کارخانے کے مالک تھے۔ ان کا ایک لڑکا بھی تھا' جب لڑکا چار سال کا ہوا تو باپ مر گیا' اب ماں جس کی عمر شوہر کے بعد مرنے کے وقت اکیس سال کی تھی' کارخانہ چلاتی تھی' اور بچہ کی نگرانی اس طرح کرتی کہ کارخانے کے قریب ''ڈے کیر سنٹر'' میں لڑکے کو چھوڑ کر دن بھر کارخانہ میں رہتی اور رات کو لڑکے کے ساتھ اپنے فلیٹ میں ایک بستر پر سوتی' ممکن ہے کہ ماں بیٹا نیم برہنہ یا برہنہ سوتے' لڑکے نے بچپن سے لڑکپن اور پھر لڑکپن سے نوجوانی اس طرح گزار دی' ماں نے لڑکے کو معاشرتی برائیوں سے بچانے کے لئے کسی لڑکی کے پاس نہ جانے دیا اور خود کو اس کے سپرد کر دیا۔ شریف حسن نے بتایا کہ ان دونوں کو بوس کنار کرتے ہوئے انہوں نے متعدد بار بالکونی میں دیکھا۔ مگر ماں بیٹا سمجھ کر کبھی نہ خیال کیا۔ وہاں کے معاشرے میں تو ایسی بات قابل اعتراض نہ تھی' لڑکا سترہ اٹھارہ سال کا ہوگیا' ماں گو چھتیس سال کی تھی مگر تو جوان لڑکی سی لگتی تھی' اپنے بیٹے کو کسی گرل فرینڈ تو کیا کسی غیر مرد سے بھی بات نہ کرنے دیتی' کارخانے کے پرانے ملازمین کو نکال دیا' اور نئے رکھ لئے جنہیں انہوں نے آپس میں فرینڈز کہہ کر اپنا تعارف کرایا' اب یہ دونوں ماں بیٹے دوستوں کی طرح ساتھ رہتے تھے' مگر آہستہ آہستہ کبھی تلخ کلامی' مار پیٹ بھی ہو جاتی' ایک دن ماں نے فلیٹ سے چھلانگ لگا کر جان دے دی۔ یہ وہ دن تھا جب ہم ''چارلسٹن'' میں تھے' اخبار میں ایک مزید خبر بھی تھی' پوسٹ مارٹم میں معلوم ہوا کہ اماں جان (گرل فرینڈ) سات ماہ کی حاملہ بھی تھیں۔ یہ سب سن کر اور پڑھ کر ہم نے فاعتبروا یااولی الابصار کہا اور امریکہ کی معاشرت پر لعنت بھیجی' جہاں نہ ماں' ماں ہے نہ بیٹا' بیٹا سب فرینڈ ہیں۔ خدا ہم کو اس لعنت سے بچائے۔ یہ کہتے ہوئے ہم اٹلانٹا واپس آ گئے۔